بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی: فضائل ومسائل

جمع وترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

ذوالحجۃ

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا، مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡرًا، اَمَّا بَعۡدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾ (الکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے، تو آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کیجیے اور قربانی کیا کیجیے، یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان رہے گا۔

وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَکًا لِّیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَھُمۡ مِّنۡۢ بَھِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ فَاِلٰـھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَلَہٗۤ اَسۡلِمُوۡا وَبَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ (الحج: ۳۴)

ترجمہ: اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کردی ہے؛ تاکہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا کریں؛ لہٰذا تم لوگوں کا خدا ایک ہی خدا ہے، اسی کی فرمانبرداری کرو اور (اے رسول! احکام خداوندی کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الحج: ۳۷)

ترجمہ: اللہ کو ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا؛ لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، اسی طرح اللہ نے ان چوپایوں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے؛ تاکہ اللہ نے تم کو جو توفیق عطا فرمائی، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور آپ نیکی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

تمہید

ذی الحجہ کی دس تاریخ کو عید منائی جاتی ہے، عید الاضحیٰ کا دن مسلمانوں کے لیے بہت ہی تاریخی اور عظمت کا حامل دن ہے، یہ دن صرف عید کی خوشی میں مست ہوجانے والا دن نہیں بلکہ ایک عظیم پیغام اور سبق دینا والا دن ہے، مسلمان عید الاضحیٰ کے دن جانور کی قربانی کرتے ہیں، اور صاحب حیثیت اور مالک نصاب افراد اپنی جانب سے قربانی انجام دیتے ہیں، اضحیٰ قربانی کو کہتے ہیں، کیوں کہ بقرعید کے روز جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اس لیے اس کو عید الاضحیٰ کہا جاتا ہے، قربانی دراصل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی یادگار ہے، باپ نے خدا کا حکم پا کر اپنے اکلوتے بیٹے کو راہ خدا میں قربان کا کرنے کا فیصلہ کرلیا اور اپنی پوری کوشش بھی کردی، اور بیٹا بھی باپ کے حکم اور فیصلہ کے آگے سر جھکا دیا اور بے چوں و چرا اپنے آپ کو قربان ہونے کے لیے پیش کردیا، اللہ تعالی کو باپ بیٹے کی یہ نرالی اطاعت اور فرماں برداری پسند آئی اور قیامت تک آنے والے ایمان والوں کو حکم دیا کہ وہ اس اطاعت کا عملی نمونہ جانور کی قربانی دے کر پیش کریں۔

عشرہ ذی الحجہ کی بڑی فضیلت ہے، اس میں بڑے بڑے اعمال انجام دیے جاتے ہیں، ان اعمال میں ایک اہم ترین عمل اللہ کی قربت کی نیت سے قربانی کرنا ہے، قربانی جانور ذبح کرنے اور صرف گوشت کھانے کا نام نہیں ہے، یہ ایثار و جاں نثاری، تقوی وطہارت، مومنانہ صورت وسیرت اور مجاہدانہ کردار کا حامل ہے، اس لیے قربانی کرنے والوں کو اپنی نیت خالص اور قربانی لوجہ اللہ کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور عبادات کی مختلف اقسام ہیں، مثلاً قولی، فعلی، مالی اور قربانی مالی عبادت میں سے ایک عبادت ہے۔

قربانی کی تاریخ

قربانی کی تارِیخ پہلے اِنسان ہی سے شروع ہوجاتی ہے: "وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ"۔ (المائدہ: ٢٧)

ترجمہ:۔"اور آپ اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجیے، جب اُن میں سے ہر ایک نے اللہ کے لیے کچھ نیاز پیش کی تو اُن میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی، اور دُوسرے کی قبول نہیں کی گئی"۔

دونوں بیٹوں سے مراد ہابیل وقابیل ہیں، قابیل بڑے تھے اور ہابیل چھوٹے، جب حضرت آدم وحوا علیہما السلام اس دنیا میں آباد کیے گئے تو اس وقت سب سے بڑی ضرورت نسل انسانی کی افزائش تھی؛ چنانچہ حضرت حوا علیہا السلام کو مسلسل جڑواں اولاد ہوتی، جن میں سے ایک لڑکا ہوتا اور ایک لڑکی، حضرت آدمؑ کی شریعت میں حکم یہ تھا کہ ایک ہی بطن سے پیدا ہونے والے بھائی بہن ایک دوسرے کے لیے حرام ہیں، دوسرے بطن کی اولاد سے ان کا نکاح ہوتا؛ چنانچہ قابیل وہابیل کا ایک دوسرے کی جڑواں بہن سے نکاح ہوا، قابیل کی بہن کا نام 'اقلیماء' تھا اور وہ زیادہ خوبصورت تھی، ہابیل کی بہن کا نام 'لیوذا' تھا اور وہ اتنی خوبصورت نہیں تھی، قابیل اپنی ہی

جڑواں بہن سے نکاح کرنے پر مصر تھا، حضرت آدمؑ نے اسے سمجھایا؛ لیکن اس نے نہیں مانا، پھر آپ نے دونوں کو خدا کے حضور اپنی نذر پیش کرنے کی تلقین کی؛ کہ جس کی نذر قبول ہوجائے، اس کا نکاح اس خوبصورت لڑکی سے ہو، ہابیل کے پاس مویشی تھے، اس نے مینڈھا پیش کیا، قابیل کے پاس کھیتی تھی، اس نے پیداوار کا ناقص حصہ پیش کیا، ہابیل کی قربانی پر آسمانی آگ اُتری، جو قبولیت کی علامت تھی، قابیل کی قربانی پر آگ نہیں اُتری؛ مگر اس کے باوجود قابیل نے نہ مانا اور قتل کی دھمکی دینے لگا، پھر اس دھمکی کے جواب میں جب ہابیل نے واضح کردیا کہ وہ پھر بھی ہاتھ نہیں اُٹھائے گا تو اب اس کی ہمت اور بڑھ گئی اور آخر اس نے بھائی کا قتل کرکے ہی چھوڑا۔(ابن کثیر:٦/ ٦٦٢)

اِس سے معلوم ہوا کہ قربانی کا عبادت ہونا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہے اور اس کی حقیقت تقریباً ہر ملت میں رہی؛ البتہ اس کی خاص شان اور پہچان حضرت اِبراہیم وحضرت اِسماعیل علیہما السلام کے واقعہ سے ہوئی، اور اسی کی یادگار کے طور پر اُمتِ محمدیہ پر قربانی کو واجب قرار دیا گیا۔

ذبح اسماعیل علیہ السلام

اللہ تبارک تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں بھی قبول کرتا ہے اور انہیں آزمائش میں بھی ڈالتا ہے، ان کی قوت ایمانی کا امتحان بھی لیتا ہے اور انہیں ارفع واعلی مقامات پر فائز بھی کرتا ہے، انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کائنات میں سب سے بلند مراتب پر فائز فرمایا اور اپنے قرب ووصال کی نعمتوں سے نوازا اسی طرح انہیں بڑی کٹھن منزلوں سے بھی گزرنا پڑا، انھیں بڑی سے بڑی قربانی کا حکم ہوا لیکن ان کے مقام بندگی کا یہ اعجاز تھا کہ ذرہ برابر حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی، ان کی اطاعت، خشیت اور محبت کا یہی معیار تھا کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اور اس میں موجود جملہ نعمتوں کو اپنے مولا کی رضا کے لیے وقف کیے رکھا، حتی کہ اولاد جیسی عزیز ترین متاع کے قربان کرنے کا حکم بھی ملتا تو ثابت کردیا کہ یہ بھی اس کی راہ پر قربان کی جاسکتی ہے، جملہ انبیائے کرام اپنی شان بندگی میں یکتا اور بے مثال تھے لیکن سلسلہ انبیاء میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی داستان عزیمت بہت دلچسپ اور قابل رشک ہے، ان کے لیے اللہ کی راہ میں بیٹے کو قربان کرنے کا حکم ایک بہت بڑی آزمائش تھی لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس آزمائش میں بھی پورا اترے کیسے؟ قرآن کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۝ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ (الصافات:١٠٠-١٠٧)

اے میرے پروردگار مجھ کو نیک بیٹا عطا فرما۔ پس ہم نے ان کو ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ (اسمٰعیل) ان کے

ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچے فرمایا اے میرے بیٹے، میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی غور کرلو کہ تمہارا کیا خیال ہے (اسمٰعیل نے بلاتردد) عرض کیا اے ابا جان (پھر دیر کیا ہے) جو کچھ آپ کو حکم ہوا کر ڈالئے (جہاں تک میرا تعلق ہے) آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے (اللہ کا) حکم مان لیا اور (ابراہیم نے) ان کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے ان کو ندا دی کہ اے ابراہیم (کیا خوب) تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (بے شک باپ کا بیٹے کے ذبح کے لئے تیار ہو جانا) یہ ایک بڑی صریح آزمائش تھی (حضرت ابراہیم اس آزمائش میں پورا اترے) اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو ان کا فدیہ (بنا) دیا۔

پیکرِ تسلیم و رضا

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے جلیل القدر پیغمبر تھے، ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد، ابتلا و آزمائش کے ان گنت مراحل سے گزرے، سفر ہجرت اختیار کیا، اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور ننھے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ صحرا میں چھوڑا، تبلیغ دین کا ہر راستہ دراصل انقلاب کا راستہ ہے اور شاہراہ انقلاب پھولوں کی سیج نہیں ہوتی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی اسی انقلابی جدوجہد سے عبارت ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں التجا کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ مجھے ایک نیک، صالح اور پاکباز بیٹے سے نواز، اللہ پاک دعائے ابراہیمی کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہیں، بارگاہ خداوندی سے انہیں اطاعت گزار بیٹا عطا ہوتا ہے جن کا نام اسماعیل رکھا جاتا ہے، باپ کی آنکھوں کا نور، اور اس کی دیرینہ محبتوں اور چاہتوں کا مرکز، حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آخری عمر کا سہارا بھی تھے، باپ اور بیٹے کے درمیان اس بے پناہ محبت کو دیکھ کر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم! اپنے لخت جگر اسماعیل کو ہماری راہ میں قربان کر۔

غور کیا جائے تو یہ مقام حیرت واستعجاب ہے، اللہ کا پیغمبر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آج تک کسی انسان کی قربانی کا حکم نہیں دیا گیا، وہ اس پر لیت ولعل سے بھی کام لے سکتے تھے اور اس کا قرینہ بھی تھا کیونکہ یہ حکم آپ کو خواب میں دیا گیا تھا لیکن دیکھیے پیغمبر کے ایمان وعمل کی رفعتیں! انہوں نے ایک لمحہ توقف کیے بغیر سارا ماجرا اپنے بیٹے اسماعیل کو سنایا لیکن انھیں حکم نہیں دیا بلکہ ان سے رائے پوچھی، قربان جائیں اس پیغمبر زادے کی ایمانی عظمتوں پر بھی جنہوں نے باپ کے خواب کو اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے سر تسلیم خم کر کے تاریخ انسانیت میں ذبیح اللہ کا منفرد اعزاز حاصل کیا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہیں کہ بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں، باپ بیٹا دونوں جانتے ہیں کہ پیغمبر کا خواب اللہ کی وحی ہوتا ہے اس لیے باپ بیٹے سے پوچھتا ہے بیٹا! بتا تیری کیا رائے ہے؟ اطاعت گزار بیٹا جواب دیتا ہے ابا جان! آپ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کیجیے آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

میں پائیں گے، بیٹے کے اس جواب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب مکہ مکرمہ سے ذبح کرنے کے لیے لے کر چلے تو شیطان نے منیٰ میں تین جگہوں پر انہیں بہکانے کی کوشش کی، جس پر انہوں نے سات سات کنکریاں اس کو ماریں جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا، قرآن بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اوندھے منہ لٹا دیتے ہیں اور اپنے لاڈلے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے چھری ہاتھ میں لیتے ہیں، غیب سے آواز آتی ہے: وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ، ابراہیم! تو نے اپنا خواب اور اللہ کا امر سچا کر دکھایا، ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزاء دیتے ہیں۔

اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم اللہ کے نبی کی بہت بڑی آزمائش اور ایک بہت بڑا امتحان تھا، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس بڑے نازک امتحان میں کامیاب وکامران رہے، آسمان سے ایک مینڈھا آتا ہے اور حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اس مینڈھے کو ذبح کرتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے ابراہیم! تمہاری قربانی قبول ہوگئی، ہم نے اسماعیل کی ذبح کو ''ایک عظیم ذبح،، کے ساتھ فدیہ کردیا، سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی بھی بارگاہ خداوندی میں مقبول ومنظور ہوگئی اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی بھی بچ گئی۔

حیات اسماعیل علیہ السلام کو تحفظ کیوں دیا گیا؟

اب ذہن انسانی میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچانا ہی مقصود تھا تو پھر ان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم کیوں ہوا؟ اور اگر حکم ہوا تھا تو ان کی زندگی کو تحفظ کیوں دیا گیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حکم اس لئے ہوا کہ سراپائے ایثار و قربانی پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لخت جگر سے ذبح کی تاریخ کی ابتدا ہوجائے کہ راہ حق میں قربانیاں دینے کا آغاز انبیاء کی سنت ہے اور بچا اس لئے گیا کہ اس عظیم پیغمبر کی نسل پاک میں نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہونا تھی، اولاد ابراہیم علیہ السلام میں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لانا تھا اس لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ذبح کو جنت سے لائے گئے مینڈھے کی قربانی کی صورت میں عظیم ذبح کے ساتھ بدل دیا گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام محفوظ ومامون رہے۔

اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاءاللہ۔

قربانی کی حقیقت قرآنِ کریم کی روشنی میں

قرآنِ کریم میں تقریباً نصف درجن آیاتِ مبارکہ میں قربانی کی حقیقت، حکمت اور فضیلت بیان کی گئی ہے، سورۃ حج میں ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ(الحج: ٣٦، ٣٧)

ترجمہ:۔"اور ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اُونٹوں کو عبادتِ الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر کیا ہے، ان میں تمہارے لیے اور بھی فائدے ہیں، سو تم اُن کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کر کے اُن پر اللہ کا نام لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں تو اُن کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور فقیر کو بھی کھلاؤ، خواہ وہ صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوال کرتا پھرتا ہو، جس طرح ہم نے اِن جانوروں کی قربانی کا حال بیان کیا، اِسی طرح اُن کو تمہارا تابع دار بنایا؛ تاکہ تم شکر بجالاؤ! اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا؛ بلکہ اس کے پاس تمہاری پرہیز گاری پہنچتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لیے اِس طرح مسخر کر دیا ہے؛ تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی، اور اے پیغمبر! مخلصین کو خوش خبری سنا دیجیے"۔

سورۃ حج ہی میں دوسرے مقام پر اسے شعائر اللہ میں سے قرار دیتے ہوئے اس کی عظمت بتائی گئی اور قربانی کی تعظیم کو دل میں پائے جانے والے تقویٰ خداوندی کا مظہر قرار دیا ہے: "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ(الحج: ٣٢)

ترجمہ:"اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا یہ احترام دِلوں کی پرہیز گاری سے ہوا کرتا ہے"۔

سابق انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں قربانی کا تسلسل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک پہنچتا ہے، جس کا طریقہ یہ تھا کہ قربانی ذبح کی جاتی اور وقت کے نبی علیہ السلام دُعا مانگتے اور آسمان سے خاص کیفیت کی آگ اُترتی اور اُسے کھا جاتی جسے قبولیت کی علامت سمجھا جاتا تھا، قرآنِ کریم میں ہے:

"اَلَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ"۔(آل عمران: ١٨٣)

ترجمہ:۔"یہ لوگ ایسے ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ ہم کسی رسول کی اُس وقت تک تصدیق نہ کریں؛ جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے کہ اُس کو آگ کھا جائے"۔

قربانی کی تاریخ پہلے اِنسان ہی سے شروع ہوجاتی ہے:

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ"۔(المائدۃ: ٢٧)

ترجمہ:۔"اور آپ اہلِ کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجیے، جب اُن میں سے ہر ایک نے اللہ کے لیے کچھ نیاز پیش کی تو اُن میں سے ایک کی نیاز مقبول ہوگئی، اور دُوسرے کی قبول نہیں کی گئی"۔

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(الانعام: ۱۶۲)

آیت بالا کے تحت امام جصاص رازی لکھتے ہیں: "ونسکی: الاضحیة، لانها تسمی نسكاً، و كذلك كل ذبيحة على وجه القرابة إلى الله تعالىٰ فهي نسك، قال الله تعالى: ففدية من صيام او صدقة او نسك"۔

ترجمہ:۔"نسک" سے مراد قربانی ہے؛ اس لیے کہ اُس کا نام "نسک" بھی ہے، اِسی طرح ہر وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ "نسک" کہلاتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ"۔

(احکام القرآن ۳/۳۶)

قربانی کے اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز سے نماز کے تتمے کے طور پر یوں ذِکر فرمایا "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"

اِبن کثیر اِس آیت کے تحت رَقمطراز ہیں: "قال ابن عباس وعطاء ومجاهد وعكرمة والحسن: يعني بذلك نحر البدن ونحوها، وكذا قال قتادة ومحمد بن كعب القرظي، والضحاك والربيع وعطاء الخراساني والحكم وإسماعيل بن أبي خالد وغير واحد من السلف"۔ (ابن کثیر، ۵۵۶/۶)

"حضرت ابن عباس رَضی اللہ عنہما، حضرت عطاء، مجاہد، عکرمہ رحمہم اللہ سمیت متعدد مفسرین فرماتے ہیں کہ "وانحر" سے اُونٹ کا "نحر" ہی مطلوب ہے جو قربانی کے لیے جانے والے جانور میں سے بڑا جانور ہے"۔

اِس سے فقہاء نے مسئلہ بھی اخذ فرمایا ہے کہ عید الاضحیٰ پڑھنے والے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ نماز عید پہلے ادا کرلیں، اس کے بعد قربانی کریں، جن لوگوں پر عید کی نماز فرض ہے، اگر اُنہوں نے عید سے پہلے قربانی کر دِی تو اُن کی قربانی نہیں ہوگی۔

"لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ(الحج:۲۸)

ترجمہ:۔" تاکہ یہ سب آنے والے اپنے فائدوں کی غرض سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ دِنوں میں خدا کا نام لیں جو خدا نے ان کو عطاء کیے ہیں، سوائے اُمت محمدیہ! تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ"۔

اِس آیت میں بھی قربانی ہی کا ذِکر ہے، ہر قوم میں نسک اور قربانی رَکھی گئی، جس کا بنیادِی مقصد خالق کائنات کی یاد، اس کے احکام کی بجا آورِی اس جذبے کے ساتھ کہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا اور دین ہے، یہاں بھی اِنسان کی قلبی کیفیت کا ایسا اِنقلاب مقصود ہے کہ وہ مال ومتاع کو اپنا نہ سمجھے؛ بلکہ دِل وجان سے اس عقیدے کی مشق کرے کہ حق تعالیٰ ہی اس کا حقیقی مالک ہے، گویا قربانی کا عمل فتنۂ مال سے حفاظت کا دَرس دیتا ہے۔

"وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ۔"(الحج:۳۴)

ترجمہ:۔"اور ہم نے ہر اُمت کے لیے اس غرض سے قربانی کرنا مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں کو قربان کرتے وَقت اللہ کا نام لیا کریں، جو اللہ نے ان کو عطا کیے تھے"۔

فضائل قربانی احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم وانه اتی یوم القیامة بقرونها واشعارها وظلافها وان الدم لیقع من الله بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بها نفسا"۔(ترمذی، ابن ماجه)

ترجمہ:۔"حضرت عائشہ رَضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اِبن آدم (اِنسان) نے قربانی کے دِن کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جو اللہ کے نزدِیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ ہو، اور قیامت کے دِن وہ ذبح کیا ہوا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے، لہٰذا تم اس کی وَجہ سے (قربانی کرکے) اپنے دِلوں کو خوش کرو"۔

عن زید بن ارقم رضی الله عنه قال: قال أصحاب رسول الله: یا رسول الله! ما هذه الأضاحی؟ قال: سنة أبیکم إبراهیم علیه السلام، قالوا: فما لنا فیها یا رسول الله؟ قال: بکل شعرة حسنة، قالوا: فالصوف؟ یا رسول الله! قال: بکل شعرة من الصوف حسنة"۔(ترمذی)

ترجمہ:۔"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوِی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رَضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ اِبراہیم علیہ السلام کا طریقہ (یعنی اُن کی سنت) ہے، صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ پھر اس میں ہمارے لیے کیا (اجر وثواب) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وَسلم نے فرمایا: (جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی، اُنہوں نے عرض کیا کہ (دُنبہ وَغیرہ اگر ذبح کریں تو اُن کی) اُون (میں کیا ثواب ہے؟) فرمایا: کہ اُون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی"۔

"عن علی رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: یا فاطمة! قومی فاشهدی ضحیتك، فإن لك بأول قطرة تقطر من دمها مغفرة لكل ذنب، ما انه یجاء بلحمها ودمها توضع فی میزانك سبعین ضعفا۔ قال ابو سعید: یا رسول الله! هذا لآل محمد خاصة، فانهم اهل لما خصوا به من الخیر، وللمسلمین عامة؟ قال: لآل محمد خاصة، وللمسلمین عامة"۔(الترغیب والترهیب: ۲/۲۷۷، ۲۷۸)

ترجمہ:۔"حضرت علی رَضی اللہ عنہ سے رِوَایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَسلم نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنی قربانی کے پاس (ذبح کے وقت) موجود رہو؛ اِس لیے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی تمہارے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے، یہ قربانی کا جانور قیامت کے دِن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور تمہارے ترازو میں ستر گنا (زیادہ) کرکے رَکھا جائے گا، حضرت ابوسعید نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ فضیلت خاندانِ نبوت کے ساتھ خاص ہے جو کسی بھی خیر کے ساتھ مخصوص ہونے کے حق دار ہیں یا تمام مسلمانوں کے لیے ہے؟ فرمایا: یہ فضیلت آلِ محمد کے لیے خصوصاً اور عموماً تمام مسلمانوں

کے لیے بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (مسند احمد ۲/۳۲۱، ابن ماجہ۔ باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا؟ حاکم ۲/۳۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور اس عرصہ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے تھے۔ (ترمذی ۱/۱۸۲)

قربانی کی حقیقت

مندرجہ بالا آیات واحادیث کی روشنی میں قربانی کی حقیقت معلوم ہوئی، اس کو مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو یوں کہا جاسکتا ہے:

۱:۔قربانی سنت اِبراہیمی کی یادگار ہے۔

۲:۔قربانی کی ایک صورَت ہے اور ایک رُوح ہے، صورَت تو جانور کا ذبح کرنا ہے، اور اس کی حقیقت اِیثارِ نفس کا جذبہ پیدا کرنا ہے اور تقرب اِلی اللہ ہے۔

اصل میں قربانی کی حقیقت تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتا؛ مگر خدا تعالیٰ کی رحمت دیکھئے، ان کو یہ گوارا نہ ہوا؛ اِس لیے حکم دِیا کہ تم جانور کو ذبح کرو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے خود اپنے آپ کو قربان کر دِیا۔ اِس وَاقعہ (ذبح اِسماعیل علیہ السلام) سے معلوم ہوا کہ ذبح کا اصل مقصد جان کو پیش کرنا ہے؛ چنانچہ اس سے اِنسان میں جاں سپارِی اور جاں نثارِی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہی اس کی رُوح ہے تو یہ رُوح صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی؟ کیونکہ قربانی کی رُوح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی رُوح مال دینا ہے، نیز صدقہ کے لیے کوئی دِن مقرر نہیں؛ مگر اس کے لیے ایک خاص دِن مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی یوم النحر اور یوم الاضحیٰ رکھا گیا ہے۔

قربانی کا حکم

قربانی اکثر ائمہ کے نزدیک واجب ہے، قربانی کے وجوب کی رائے احتیاط پر مبنی ہے۔

اگر کوئی آدمی، عاقل، بالغ آزاد، مقیم، مسلمان اور مال دار ہو تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے، اور قربانی نہ کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہوگا۔

وجوبِ قربانی کی شرائط

کسی شخص پر قربانی اُس وقت واجب ہوتی ہے، جب اس میں چھ شرائط پائی جائیں: اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہوجائے گا اور قربانی وَاجب نہ رہے گی۔

۱۔عاقل ہونا، کسی پاگل، مجنون وَغیرہ پر قربانی وَاجب نہیں۔

۲۔بالغ ہونا، نابالغ پر قربانی نہیں خواہ مال دَار ہی ہو، اگر کوئی ایامِ قربانی میں بالغ ہوا اور مال دار ہے تو اُس پر قربانی واجب ہے۔

۳۔آزاد ہونا، غلام پر قربانی نہیں۔

۴۔مقیم ہونا، مسافر پر قربانی وَاجب نہیں۔ہاں! اگر مسافر مال دَار ہے اور قربانی کرتا ہے تو اس کو قربانی کرنے کا ثواب ضرور ملے گا۔

۵۔مسلمان ہونا، غیر مسلم پر (خواہ کسی مذہب کا ہو) قربانی واجب نہیں۔ہاں اگر کوئی غیر مسلم ایامِ قربانی میں مسلمان ہو گیا اور وہ صاحبِ نصاب ہو تو اُس پر بھی قربانی واجب ہے۔

۶۔صاحب نصاب ہونا، لہٰذا فقیر پر قربانی واجب نہیں؛ لیکن اگر فقیر اپنی خوشی سے قربانی کرے تو اسے ثواب ملے گا، اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کی مقدار رقم موجود ہو؛ مگر اُس پر اِتنا قرض ہو جو اگر وہ اَدا کرے تو اس کو صاحب نصاب ہونے سے نکال دے، ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ ہر عاقل، بالغ، آزاد، مقیم، مسلمان اور صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔

وجوبِ قربانی کا نصاب

قربانی ہر اُس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان پر واجب ہوتی ہے جو نصاب کا مالک ہو یا اس کی ملکیت میں ضرورتِ اصلیہ سے زائد اِتنا سامان ہو جس کی مالیت نصاب تک پہنچتی ہو اور اس کے برابر ہو، نصاب سے مراد یہ ہے کہ اس کے پاس ساڑھے سات تولہ صرف سونا یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر نقد رَقم ہو یا ضرورَتِ اصلیہ سے زائد اِتنا سامان ہو جس کی قیمت ساڑھے باوَن تولہ چاندی کے برابر ہو۔

وَاضح رہے کہ ضرورتِ اصلیہ سے مراد وہ ضرورت ہے جو اِنسان کی جان یا اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے ضروری ہو، اُس ضرورت کے پورا نہ ہونے کی صورت میں جان جانے یا ہتک آبرو کا اندیشہ ہو، مثلاً کھانا، پینا، رہائش کا مکان، پہننے کے کپڑے، اہل صنعت وحرفت کے اوزار، سفر کی گاڑی، سوارِی وَغیرہ، نیز اس کے لیے اُصول یہ ہے کہ جس پر صدقہ فطر واجب ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے یعنی نصاب کے مال کا تجارَت کے لیے ہونا یا اُس پر سال گزرنا ضروری نہیں؛ چونکہ نصاب کے لیے ضرورَتِ اصلیہ سے زائد مال کا اعتبار ہوتا ہے؛ اِس لیے یاد رکھنا چاہیے کہ بڑی بڑی دیگیں، بڑے فرش، شامیانے، ریڈیو، ٹیپ رِیکارڈر، عام رِیکارڈر، ٹیلی وِیژن، وِی سی آر یہ ضرورت میں دَاخل نہیں، اگر ان کی قیمتیں نصاب تک پہنچ جائیں تو بھی ایسے شخص پر قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی کے پاس مالِ تجارت، مثلاً: شیئرز، جیولری کا کام، فریج، گاڑیاں، پنکھے وَغیرہ کسی طرح کا مال ہو اور بقدرِ نصاب یا اس سے زیادہ ہو تو اُس پر بھی قربانی وَاجب ہے، اگر کوئی فقیر آدمی قربانی کے ایام میں سے کسی دِن بھی صاحب نصاب ہو گیا تو اُس پر قربانی وَاجب ہو جائے گی، اگر کوئی صاحب نصاب کافر قربانی کے ایام میں مسلمان ہو جائے تو اُس پر قربانی لازم ہوگی۔اگر عورت صاحب نصاب ہو تو اُس پر بھی قربانی وَاجب ہے، بیوی کی قربانی شوہر پر لازم نہیں، اگر بیوی کی اِجازت سے کر لے تو ہو جائے گی۔

بعض لوگ نام بدل کر قربانی کرتے رہتے ہیں، باوجود یہ کہ دونوں میاں بیوی صاحب نصاب ہوتے ہیں، مثلاً: ایک سال شوہر کے نام سے، دوسرے سال بیوی کے نام سے، تو اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی؛ بلکہ ہر صاحب نصاب میاں، بیوی پر علیحدہ علیحدہ قربانی ہوتی ہے۔

اگر بیوی کا مہر موجل (یعنی اُدھار) ہے جو شوہر نے ابھی تک نہیں دِیا اور وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ اور اگر مہر معجّل (یعنی فوری طور پر نقد) ہے اور نصاب کے برابر یا اُس سے زیادہ ہے تو اس پر بھی قربانی وَاجب ہے۔

اگر مشترک کارُوبار کی مالیت تقسیم کے بعد ہر ایک کو بقدرِ نصاب یا اُس سے زائد پہنچتی ہو تو سب پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کاشت کار، کسان کے پاس ہل چلانے اور دُوسری ضرورت سے زائد اِتنے جانور ہوں جو بقدرِ نصاب ہوں تو اُس پر قربانی ہوگی اور اگر وہ جانور نصاب کی مقدار کے برابر نہ ہوں تو واجب نہ ہوگی۔

اگر کسی کے پاس کتب خانہ ہے اور مطالعہ کے لیے کتب رکھی ہیں تو اگر وہ خود تعلیم یافتہ نہیں اور کتابوں کی قیمت نصاب تک پہنچی ہوئی ہے تو اُس پر قربانی واجب ہے اور اگر صورتِ مذکورہ میں وہ تعلیم یافتہ ہے تو قربانی وَاجب نہیں ہوگی۔ ہر سرکاری وغیر سرکاری ملازم جس کی تنخواہ اخراجات نکالنے کے بعد نصاب کے بقدر یا اس سے زائد بچ جائے تو اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ كَانَ لَه سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو (ایسا شخص) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔

(مسند احمد ۲/ ۳۲۱، ابن ماجہ۔ باب الاضاحی واجبۃ ھی ام لا؟ حاکم ۲/ ۳۸۹)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عیدالاضحیٰ سے شروع ہوتا ہے اور ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ نماز عیدالاضحیٰ سے قبل قربانی کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری قربانی کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا، اس سے قربانی کا ابتدائی وقت معلوم ہوا۔ قربانی کے آخری وقت کی تحدید میں فقہاء وعلماء کے درمیان زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت امام مالک علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الصلوۃ والسلام (ایک روایت) نے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک تحریر کیا ہے جبکہ بعض علماء نے ۱۳ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک وقت تحریر کیا ہے۔ پہلا قول احتیاط پر مبنی ہونے کے ساتھ دلائل کے اعتبار سے بھی قوی ہے کیونکہ کسی بھی حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی صحابی نے ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کی ہو، البتہ بعض احادیث وآثار کے مفہوم سے دوسرے قول کی تائید ضروری ہوتی ہے مگر اُن احادیث وآثار کے دوسرے معنی بھی مراد لئے جاسکتے ہیں

مثلاً رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: **کل فجاج مکہ منحر و کل ایام التشریق ذبح** (طبرانی وبیھقی)۔ اولاً اس حدیث کی سند میں ضعف ہے، احادیث ضعیفہ فضائل کے حق میں تو معتبر ہیں، لیکن ان سے حکم ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ثانیاً بعض کتب حدیث میں یہ حدیث "**وکل ایام التشریق ذبح**" کے الفاظ کے بغیر مروی ہے۔

قربانی کا وقت ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے، اس کے چند دلائل پیش ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ابتدائی سالوں میں صحابہ کرام کے اقتصادی حالات کے پیش نظر قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع فرمادیا تھا، بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی۔ اگر چوتھے دن قربانی کی جاسکتی ہے تو پھر تین دن سے زیادہ قربانی کا ذخیرہ کرنے سے منع کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ (کتب حدیث میں یہ حدیثیں موجود ہیں)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ایام معلومات' یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) اور اسکے بعد دو دن (۱۱ و ۱۲ ذی الحجہ) ہیں۔
(احکام القرآن للجصاص۔ باب الایام المعلومات/تفسیر ابن ابی حاتم رازی ج ۶ ص ۲۶۱)

مشہور ومعروف تابعی حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الذَّبۡحُ بَعۡدَ النَّحۡرِ یَوۡمَان۔ قربانی دسویں ذی الحجہ کے بعد صرف دو دن ہے۔ (سنن کبری للبیہقی۔ باب من قال الاضحیٰ یوم النحر) حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس کے علاوہ حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعید بن الجبیر اور سعید بن المسیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال بھی کتب حدیث میں مذکور ہیں جسمیں وضاحت کے ساتھ تحریر ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے۔

امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز عیدالاضحیٰ سے فراغت کے بعد فوری طور پر قربانی کرنا سب سے زیادہ بہتر ہے، بلکہ کچھ کھائے بغیر نماز عیدالاضحیٰ کے لئے جانا اور سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا عیدالاضحیٰ کی سنن میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا یہی معمول تھا۔ اس وجہ سے ہمیں پہلے ہی دن قربانی کرنی چاہئے، اگر کسی وجہ سے پہلے دن قربانی نہ کرسکتے یا چند قربانیاں کرنی ہیں تو ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ضرور فارغ ہوجانا چاہئے کیونکہ جن بعض علماء نے ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کی اجازت دی ہے انہوں نے بھی یہی تحریر کیا ہے کہ ۱۲ ذی الحجہ سے قبل ہی بلکہ ۱۰ ذی الحجہ کو ہی قربانی کرلینی چاہئے۔

ایک بکرا، بکری کی قربانی پوری فیملی کی طرف سے کافی نہیں!

اِس وقت وہاٹس ایپ وغیرہ پر ایک بیان چل رہا ہے، کہ ایک بکری کی قربانی پوری فیملی کی طرف سے ہوسکتی ہے، اور اس میں دو حدیثوں سے استدلال کیا جارہا ہے۔

حدیثِ اول: عطا بن یسار کہتے ہیں میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیاں کیسے ہوتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا تھا، پس وہ اس کو کھاتے تھے، اور دوسروں کو کھلاتے تھے، یہاں تک کہ لوگوں میں مُفاخرت شروع ہوگئی، جس کے نتیجے میں وہ صورتِ

حال ہوگئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔

حدیثِ ثانی: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور فرمایا: "اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمة محمد"۔ یعنی اے اللہ! تو اس قربانی کو میری طرف سے اور آل محمد (میرے گھر والوں) کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

اِن دو حدیثوں کو بنیاد بنا کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ایک بکری کی قربانی پوری فیملی کی طرف سے درست ہے۔

جب کہ مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ استدلال صحیح و درست نہیں ہے، کیوں کہ حدیث اول میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول: "كان الرجل في عهد النبي يضحي بالشاة عنه وعن أهل بيته"۔ ایک آدمی عہدِ نبوی میں اپنی طرف سے، اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا تھا۔ کے متعلق علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے "اعلاء السنن" میں، حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے "تکملۃ فتح الملہم" میں، حضرت مفتی سعید صاحب پالن پوری دامت برکاتہم نے "تحفۃ الالمعی" میں قابلِ قبول یہ توجیہ فرمائی ہے کہ یہ حدیث ثواب میں شرکت پر محمول ہے، اِجزاء و اِسقاطِ واجب پر نہیں، یعنی اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی طرف سے ایک مینڈھا قربانی فرمایا، اس لیے اب امت کی طرف سے قربانی ساقط ہوگئی، بلکہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ میں اِس قربانی کے ثواب میں ساری امت کو شریک کرتا ہوں، اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایتِ مذکورہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ عہد نبوی میں مال و زر کی کثرت نہیں تھی، بعض اوقات گھر کے اندر ایک ہی شخص کے ذمے قربانی واجب ہوتی تھی، باقی لوگ چوں کہ صاحبِ نصاب نہیں ہوتے تھے، اس لیے اُن کے ذمے قربانی واجب نہیں ہوتی تھی، لیکن قربانی کرنے والا اپنی واجب قربانی کے ثواب میں گھر کے تمام افراد کو شریک کرلیا کرتا تھا، جسے شرکت فی الثواب تو کہا جاسکتا ہے، شرکت فی الواجب نہیں۔ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں کہ جس شخص پر قربانی واجب ہوتی تھی، وہ اپنی اس واجب قربانی کے ثواب میں گھر کے تمام افراد کو شامل کرلیا کرتا تھا، یہاں تک کہ لوگوں نے مفاخرت شروع کردی، اور مفاخرت کے طور پر اُن افراد کی طرف سے بھی قربانی شروع کردی، جن کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی مفاخرت پر نکیر فرما رہے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اس طرح مفاخرت کے طور پر قربانی کرنے کا رَواج نہیں تھا، جیسا کہ آج رائج ہے، یہ مراد ہرگز نہیں کہ جب گھر کا سربراہ یا ایک فرد، جس پر قربانی واجب ہے، وہ اپنی طرف سے قربانی کردے، تو گھر کے اُن تمام افراد کی طرف سے بھی قربانی ساقط ہوگی جن پر قربانی واجب ہے۔

اسی طرح حدیثِ ثانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور فرمایا: "اللّٰهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمة محمد"۔ یعنی اے اللہ! تو اس قربانی کو میری طرف سے اور آل محمد (میرے گھر والوں) کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

یہ حدیث اور اِس جیسی دیگر حدیثوں کا صحیح محمل و مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل محمد اور پوری امت کو صرف ثواب

میں شریک فرمایا ہے، اداءِ واجب میں نہیں، جیسا کہ "فتح الودود علی ہامش أبی داود" کی عبارت سے واضح ہوتا ہے:

"یحمل الحدیث علی الاشتراك فی الثواب والأجر بحیث لا ینقص به أجر المضحی، قیل: وهو الأوجه فی الحدیث عند الکل"۔

اسی طرح علامہ رملی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک بکری صرف ایک شخص کی طرف سے کافی ہوگی، رہا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "اللهم هذا عن محمد وأمة محمد"۔تو یہ نفسِ ثواب میں شرکت پر محمول ہے، واجب قربانی کی ادائیگی میں نہیں۔ "والشاة عن واحد فقط ......وأما خبر: اللهم هذا عن محمد وأمة محمد فمحمول علی أن المراد التشریك فی الثواب لا فی الأضحیة"۔ (تکملۃ فتح الملہم: ۳/ ۵۶۴)

نیز ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قربانی میں امت کو شریک کرنا) اگر ثواب میں شریک کرنے پر محمول ہے، تو اس پر کوئی اشکال نہیں، اور اگر حقیقت (واجب قربانی میں شریک کرنے) پر محمول ہے، تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ "ثم المشارکة أما محمولة علی الثواب، وأما علی الحقیقة فیکون من خصوصیة ذلك الجناب"۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ: ۳/ ۵۶۸)

نیز آپ رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھے کی قربانی اپنی ذاتِ شریفہ کی طرف سے کی، اور دوسری قربانی اپنی امت کے اُن لوگوں کی طرف سے فرمائی، جو قربانی نہیں کر سکتے تھے۔ "والأظهر أن یکون أحدهما عن ذاته الشریفة، والثانی عن أمته الضعیفة"۔ (ایضًا: ۳/۳۶۹)

محدث کبیر حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث مختصر ہے، پوری روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربان کیے تھے، ایک اپنی طرف سے واجب قربانی کی تھی، اور دوسری نفل قربانی کی تھی، جس میں اپنے آل اور امت کو بھی حصولِ ثواب میں شریک کیا تھا، اور نفل قربانی میں کئی افراد کو حصولِ ثواب میں شریک کرنا جائز ہے۔

آپ مدظلہ العالی کے قول کی تائید ملاعلی قاری رحمہ اللہ کے مذکورہ قول: "والأظهر أن یکون أحدهما عن ذاته الشریفة، والثانی عن أمته الضعیفة" سے ہوتی ہے۔

عقل وقیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایک بکرا یا بکری کی واجب قربانی میں کئی لوگوں کا شریک ہونا، جائز ودرست نہ ہو، کیوں کہ اگر ایک بکرا یا بکری میں کئی لوگوں کا شریک ہونا جائز ہوگا، تو ایک بڑے جانور میں سات سے زائد لوگوں کا شریک ہونا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شریعت نے بڑے جانور میں سات لوگوں کی شرکت کی جو تحدید کی، وہ باطل ہوگی، اس لیے حق اور صحیح بات یہی ہے کہ ایک بکرا، بکری، دنبہ دنبی اور بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے کافی ہوگی، پورے اہلِ خانہ کی طرف سے نہیں، اور علامہ نووی رحمہ اللہ نے اسی پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے۔ "وأجمعوا علی أن الشاة لا یجوز الاشتراك فیها" (نووی شرح مسلم: ۱/۴۲۴)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "من وجد سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا" "جو شخص قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ نہ آئے" سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر صاحبِ استطاعت پر مستقل قربانی واجب ہے، ایک بکرا یا بکری پورے گھر والوں کی طرف سے کافی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو کوئی شخص بھی اس وعید کا مصداق نہ بنتا، جو آپ کے اِس فرمان میں موجود ہے، کیوں کہ اس صورت میں ایک بکرا، بکری میں سو اور دو سو سے زائد لوگ بھی شریک ہو سکتے تھے، اور یہ ہر کسی کے بس میں ہوتا، کوئی بھی اس سے عاجز نہ ہوتا۔

لہٰذا! امتِ مسلمہ کو چاہیے کہ وہاٹس ایپ، انٹرنیٹ وغیرہ پر اس طرح کی گمراہ کن اور کارِ خیر سے دُور کرنے والی ویڈیو کلپس پر دھیان نہ دیں، اور ہر وہ شخص جس پر قربانی واجب ہے، وہ بطیبِ خاطر قربانی کرے، واجب قربانی سے انحراف، اعراض اور فرار کی راہ تلاش نہ کرے، کہ اسی میں اُس کی دنیا وآخرت کی کامیابی وفلاح ہے، اور یہی ایک مومن کی صفت بھی ہے کہ وہ نیک کاموں میں دوسروں پر سبقت کی کوشش کرتا ہے۔ (از: مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، دار الافتاء جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا)

قربانی کے جانوروں کے متعلق اہم مسائل

قربانی کے جانور میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، عقیقہ، نذر و منت کے جانوروں میں بھی ان شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں:

قربانی، عقیقہ، نذر و منت کے جانوروں کے متعلق یہ حکم ہے کہ ان کی عمریں ذیل کے مطابق ہوں، متعینہ مقدار سے ایک دن بھی کم ہو تو ان کی قربانی درست نہ ہوگی۔

۱) بھیڑ/ دنبہ: اگر فربہ اور صحت مند ہو تو ایک سال سے کم بھی ان کی قربانی درست ہے، جب کہ چھ مہینہ سے زائد کے ہوں۔

۲) بکرا/ بکری: ایک سال کامکمل ہو چکا ہو۔

بعض حضرات بھیڑ اور دنبہ پر قیاس کرتے ہوئے سمجھتے ہیں کہ بکرا اور بکری بھی ایک سال سے کم ہو لیکن دِکھنے میں ایک سال کا نظر آتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، خوب یاد رہے کہ ایک سال میں ایک دن بھی کم ہو تو ان کی قربانی درست نہ ہوگی۔

۳) گائے/ بھینس: دو سال کے مکمل ہو چکے ہوں۔

۴) اونٹ: پانچ سال کامکمل ہو چکا ہو۔

بعض معتبر ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے شہر میں پانچ سال سے کم عمر کے اونٹ بقرعید کے ایام میں فروخت کے لیے لائے جاتے ہیں، لہٰذا اونٹ کی قربانی کرنے والے احباب اونٹ کی عمر کے متعلق اچھی طرح چھان بین کر کے اونٹ خریدیں۔

وہ عیب جو قربانی کے درست ہونے میں مانع نہیں ہیں

قربانی کے لیے تندرست جانور کا انتخاب کرنا چاہیے،لیکن جانوروں میں بعض ایسے عیب پائے جاتے ہیں جنہیں شرعاً عیب تسلیم نہیں کیا گیا ہے،ان عیوب کے پائے جانے کے باوجود قربانی درست ہوتی ہے۔

وہ درج ذیل ہیں:

خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل اور مسنون ہے،کیونکہ اس کا گوشت غیر خصی سے بہتر ہوتا ہے۔

جس جانور کے سینگ کا کچھ حصہ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو(یا اس کا خول اتر گیا ہو) یا پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں(یا بچپن میں ہی اسکے سینگ کی جگہ آگ سے جلادی گئی ہو،جس کی وجہ سے آگے سینگ نہ نکل سکے ہوں)اس کی قربانی درست ہے۔

اگر جانور کا کان تھوڑا بہت کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

جس جانور کے دانت پیدائشی طور پر نہ ہوں اور قربانی کی عمر ہوگئی ہو یا دانت آ کر جھڑ گئے ہوں اگر وہ چارا کھالیتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

زبان کٹا ہوا جانور جو چارہ کھالیتا ہو اس کی قربانی درست ہے۔

اگر دم کا تھوڑا حصہ کٹا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔

ایسا جانور جو چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر لنگڑا کر چل سکتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔

اگر گائے یا اونٹنی کے چار تھنوں میں سے صرف ایک تھن کٹ جائے یا سوکھ جائے تو اس کی قربانی درست ہے۔

باؤلے جانور کی قربانی جائز ہے،بشرطیکہ وہ چارہ وغیرہ چر لیتا ہو۔

بانجھ اور وہ جانور جو جفتی پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز اور درست ہے۔

گابھن جانور جس کی ولادت کا وقت قریب ہو اس کی قربانی بکراہت درست ہے۔

جرسی گائے میں چونکہ بیل کا نطفہ بذریعہ انجکشن گائے کے رحم میں پہنچایا جاتا ہے اور اس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔لہذا اُسے گائے کا بچہ کہا جائے گا،اور اسکا دودھ اور گوشت کھانا حلال ہوگا۔اس لئے کہ حلت وحرمت میں جانور کا اعتبار اس کے ماں کے تابع ہوتا ہے اور جرسی گائے کی ماں گائے ہی ہوتی ہے اس لئے اس کا حکم گائے کا سا ہوگا۔

اگر قربانی کے جانور کا تولد غیر جنگلی جانور سے ہوا ہے تو اس کی قربانی بھی درست ہے۔

لیکن قربانی چونکہ ایک عظیم عبادت ہے۔اور اس کے لیے جب غیر مشتبہ جانور بآسانی دستیاب ہو سکتے ہوں،تو اس قسم کے مشتبہ جانور کی قربانی سے بچنا بہتر واولیٰ ہے۔

وہ عیب جو قربانی کے درست ہونے میں مانع ہیں

قربانی کے جانوروں کے وہ عیب جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی درج ذیل ہیں:

خنثی جانور (جس کے بارے میں پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ نر ہے یا مادہ) کی قربانی درست نہیں ہے۔

ایسا جانور جس کی سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو (یعنی دماغ کی ہڈی میں سوراخ ہوگیا ہو) تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

ایسا جانور جس کے کان کا اکثر حصہ کٹ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

اس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

جس جانور کی آنکھ کی بینائی بالکل یا اکثر چلی گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔

اگر دُم کا اکثر حصہ کٹا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

جو جانور بالکل لنگڑا ہو یا اس قدر لنگڑا ہو کہ تین پاؤں زمین پر رکھتا ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھ ہی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

بکری کے دو تھنوں میں سے ایک تھن اگر خشک ہو جائے یا کاٹ دیا جائے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر گائے یا اونٹنی کے دو تھن کٹ جائیں یا سوکھ جائیں تو ان کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی۔

زبان کٹا ہوا جانور جو چرنے پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر ٹوٹ چکے ہوں اور وہ چارہ بھی نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

ایسا جانور جو اس حد تک باؤلا ہو کہ چر بھی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

جو جانور صرف گندگی اور غلاظت کھاتا ہو دیگر چارہ نہ کھاتا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

قربانی کے جانوروں سے متعلق دیگر مسائل

قربانی کی نیت سے خریدے گئے جانور کا دودھ نکالنا، خواہ خود استعمال کیلئے ہو یا فروخت کرنے کیلئے ہو، جائز نہیں ہے، اور اگر کسی شخص نے دودھ نکال لیا، تو دودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، دودھ کی قیمت سے اسی جانور کو چارہ کھلانا بھی جائز نہیں ہے۔

قربانی کی نیت سے خریدے گئے جانور کا ایام قربانی میں اُون کاٹنا درست نہیں ہے، اگر کاٹ لے تو اُون یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

کسی شخص نے قربانی کی نیت سے ایک جانور خریدا، اور وہ اس کے بدلے کسی دوسرے جانور کی قربانی کرنا چاہے، تو دوسرا جانور پہلے جانور کی قیمت سے کم پر نہ خریدے، اور اگر اس نے دوسرا جانور پہلے جانور سے کم قیمت پر خرید لیا، تو پہلے اور دوسرے جانور کی قیمت میں جتنا فرق ہے اتنی قیمت صدقہ کر دے۔ (مضمون: محمد عامر عثمانی ملی)

قربانی کے جانور میں شرکاء کی تعداد

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ قربانی میں بکرا (بکری، مینڈھا، دنبہ) ایک شخص کی طرف سے ہے۔ (اعلاء السنن۔ باب ان البدنہ عن سبعۃ)

حضرت جابر نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھکر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہوجائیں۔ (مسلم۔ باب جواز الاشتراک)

حضرت جابر نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے سال قربانی کی، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے۔ (مسلم۔ باب جواز الاشتراک فی الہدی)

بھینس کی قربانی کا حکم

جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ گائے واونٹ کی طرح بھینس پر بھی قربانی کی جاسکتی ہے، گائے واونٹ کی طرح بھینس کی قربانی میں بھی سات حضرات شریک ہوسکتے ہیں۔

خود قربانی کرنا افضل ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قربانی خود کیا کرتے تھے، اس وجہ سے قربانی کرنے والے کا خود ذبح کرنا یا کم از کم قربانی میں ساتھ لگنا بہتر ہے، جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو قربانی پر حاضر رہنے کو فرمایا۔

قربانی کا گوشت

قربانی کے گوشت کو آپ خود بھی کھا سکتے ہیں، رشتہ داروں کو بھی کھلا سکتے ہیں اور غرباء ومساکین کو بھی دے سکتے ہیں۔ علماء کرام نے بعض آثار کی وجہ سے تحریر کیا ہے کہ اگر گوشت کے تین حصے کر لئے جائیں تو بہتر ہے۔ ایک حصہ اپنے لئے، دوسرا حصہ رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غرباء ومساکین کے لئے، لیکن اس طرح تین حصے کرنے ضروری نہیں ہیں۔

میت کی جانب سے قربانی

جمہور علماء امت نے تحریر کیا ہے کہ میت کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے قربانی

کرنے کے علاوہ امت کے افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے، اس قربانی کو آپ ﷺ زندہ افراد کے لئے خاص نہیں کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضرت علی □ نے دو قربانیاں کی اور فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی تھی اور اسی لئے میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

قربانی کرنے والے کے لیے مستحب عمل

حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے، اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم) اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں' قربانی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر بعض حضرات نے ایک نیا فتنہ شروع کردیا ہے کہ جانوروں کے خون بہانے کے بجائے صدقہ وخیرات کرکے لوگوں کی مدد کی جائے۔ اسمیں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اسلام نے زکوۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات کے ذریعہ غریبوں کی مدد کی بہت ترغیب دی ہے مگر قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامہ کی یادگار ہے جس میں انہوں نے اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لئے لٹادیا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بلا چوں وچرا حکم الہی کے سامنے سر تسلیم خم کرکے ذبح ہونے کے لئے اپنی گردن پیش کردی تھی۔ مگر اللہ تعالی نے اپنا فضل فرماکر جنت سے دنبہ بھیج دیا، اس عظیم الشان کارنامہ پر عمل قربانی کرکے ہی ہوسکتا ہے محض صدقہ وخیرات سے اِس عمل کی یادتازہ نہیں ہوسکتی۔ نیز ۱۴۰۰ سال قبل نبی اکرم ﷺ نے اس امر کو واضح کردیا:

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کے لئے پیسے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اور چیزوں میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (طبرانی، دارقطنی)

قربانی کا مقصد محض غریبوں کی مدد کرنا نہیں ہے جو صدقہ وخیرات سے پورا ہوجائے بلکہ قربانی میں مقصود جانور کا خون بہانا ہے، یہ عبادت اسی خاص طریقہ سے ادا ہوگی محض صدقہ وخیرات کرنے سے یہ عبادت ادا نہ ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں غربت دور حاضر کی نسبت بہت زیادہ تھی، اگر جانور ذبح کرنا مستقل عبادت نہ ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام جانور ذبح کرنے کے بجائے غریبوں کی مدد کرتے مگر تاریخ میں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا۔

قربانی سے کیا سبق حاصل کریں؟

(۱) جانور کی قربانی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عظیم الشان عمل کو یاد کریں کہ دونوں اللہ کے حکم پر سب سے محبوب چیز کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے، لہذا ہم بھی احکام الہی پر عمل کرنے کے لئے اپنی جان ومال ووقت کی قربانی دیں۔

(۲) قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کردے۔ لہذا ہمیں من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی گزارنی چاہیئے۔

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں صرف یہی ایک عظیم واقعہ نہیں بلکہ انہوں نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں گزاری، جو حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملا فوراً اس پر عمل کیا۔ جان، مال، ماں باپ، وطن اور لخت جگر غرض سب کچھ اللہ کی رضا میں قربان کردیا، ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالی کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر ہم خوش وخرم عمل کریں۔ (قربانی۔ تاریخ، فضائل اور مسائل، مولانا نجیب قاسمی سنبھلی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کی قربانیوں کو ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی خامیوں اور کوتاہیوں محفوظ فرما کر اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔